پروفیسر ڈاکٹر مجاہدہ بٹ

سیف الملوک اور شاہنامہ فردوسی کی مماثلات

Abstract:

Firdousi Tosi is one of the most renowned and greatest poets of Iran. He is great grand father of Persian Literature. One of his greatest creation is Shah-Nama-a-Firdosi. It consist of 346 pages and almost has 58th thousand poetics. It was created in (997-1010). This book is called as the "Book of Kings" (Shahi Book), consists of stories regarding Iranian kingdom eras. In this research paper the similarities of Punjabi story Saif-ul-Malooq and Shah Nama-e-Firdosi will sort as publicly presented. In the pack of love story era Saif-ul-Malooq the history of love stories presented and written by poet Mian Muhammad Baksh. The main theme of both books is based on story writing, poetry, history, wars, battling, Adventures. End of both stories is success of hero and defeat of enemy. Both stories differ here in life style, and geographical differences. In spite of this difference both poets present their society, social antiques, culture, living style, administrative style, governing rules and style, also their literaturely qualities side by side metaphors and synonyms are the representative of the personal life of both poets. Battle fields activities and target achievements are the representatives of "Jang Nama". A part of Razmiya Masnavi". It shows that both stories and poets have a lot similarity among themselves due to the same geographical sector.

***Keywords**: Stories, Jang Nama, Wars, Warrior, Adventures*

شاہنامہ فردوسی 1000 سال قبل لکھا گیا ایک ایسا عظیم شاہکار ہے جس نے اپنے اندر بیک وقت، تاریخ، ثقافت، ادب، سیاست، حرب، حکمت اور ایک عظیم عہد کو سمو رکھا ہے۔ اس کتاب کی فضیلت ایران اور اہل ایران کے لیے گویا ایسی ہے جیسی اہل پنجاب کے لیے ہیر اور اہل کشمیر کے لیے سیف الملوک کی ہے۔ اس کی قرات عوام کی ہر دلعزیز سرگرمی تھی اور ہے۔ بیش بہا کتب اس کتاب کے زیر اثر تصنیف ہوئیں جو اس کی فضیلت و وقار کی غماز ہیں۔ تخلیق خالق کے بغیر کچھ نہیں ہوتی اور خالق کی ہستی سے ماورا ہونے پر تخلیق اپنا وقار کھو بیٹھتی ہے۔ کچھ ایسا ہی ''شاہنامہ'' کے ساتھ ہے کیونکہ اس تصنیف کو ہمیشہ ''شاہنامہ فردوسی'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ فردوسی صرف شاعر اور مفکر ہی نہ تھے بلکہ انہیں خرد، منطق، تاریخ، حکمت و سیاست اور حرب جیسے علوم پر بھی کمال دسترس حاصل تھی جو ''شاہنامہ'' میں جا بجا دکھتی ہے۔ فارسی ادب کی مختصر تاریخ میں درج ہے:

> ''یوں تو دربار غزنی میں چار سو شعراء موجود تھے لیکن جو شہرت وعظمت ان میں شاہنامہ کے خالق فردوسی کے حصے آئی وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوئی اس عظمت و شہرت کے باوجود فردوسی کے حالات زندگی اور صحیح نام تک کے بارے میں محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔۔۔فردوسی نے 370ھ کے لگ بھگ شاہنامہ اپنی دلی امنگ سے بغیر کسی کی فرمائش کے لکھنا شروع کیا اور تیس سال وہ اس عظیم کام میں مصروف رہا۔''[(1)]

یہی وجہ ہے کہ شاہنامہ فردوسی شاعرانہ تصنیف کے ساتھ ساتھ بادشاہوں کی داستان بھی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس شاہکار کتاب میں اُس عہد کے تمام ایرانی بادشاہوں کا ذکر موجود ہے۔ فردوسی فارسی زبان و ادب کے بے تاج بادشاہوں میں سے ایک ہیں جبکہ شاہنامہ فردوسی فارسی ادب کے رخ روشن کا جھومر ہے۔ فردوسی نے اخلاقی تاریخ کو رزمیہ ڈھنگ میں نہ صرف پیش کیا بلکہ اسکی رسائی عوام تک ممکن بنائی۔ انکی تعلیمات میں نیکی کی تلقین، صدق وصفا، اور پختگی اعتقاد بدرجہ اتم موجود رہیں۔ اسی طرح فلسفہ بھی شاہنامہ فردوسی میں جا بجا جھلک پذیر ہے۔ پختگی اعتقاد بدرجہ اتم موجود ہیں۔ پختگی اعتقاد میں ان کی شخصیت کے ہمہ جہتی پہلو نے انہیں مذہبی اعتقاد کے لحاظ سے مبہم شخصیت بنا کر پیش کیا۔ جس نے مذہب کو متنازعہ بنا دیا مسلم یا زرتشت، شیعہ یا سنی ہونے کے سوالات ابھارے لیکن تمام تحقیقات اور مطالعہ جات کے بعد نتیجہ یہی ابھرتا ہے کہ وہ ''مسلمان'' ہی تھے لیکن دیگر مذاہب اور اعتقادات کو جذب کرنے کی صلاحیت کے بھرپور حامل تھے۔ وہ منصبی رسوم وقیود کے قائل نہ تھے اسی لیے جب شاہنامہ کے معاوضے کی بناء پر فردوسی کو شاہی تنازعہ کا گمان ہوا تو وہ علاقہ بدر ہوگئے۔ پروفیسر شیرانی لکھتے ہیں:

> ''عنصری کی معرفت فردوسی دربار میں آتا ہے اور شاہنامہ کو نظم کے لیے مقرر

ہوتا ہے۔ امتحاناً داستان سیاؤش سے ایک ہزار بیت نظم کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کرتا ہے جو پسند آتے ہیں اور ایک ہزار دینار زردکنی دیئے جانے کا حکم ملتا ہے۔ چھ سال میں فردوسی شاہ نامہ اختتام کو پہنچا دیتا ہے۔ لیکن چونکہ شرط ادب نگاہ نہ رکھ کر کتاب میں اپنے مذہب کا ذکر کرتا ہے۔''(2)

جس پر سلطان نے پیچ تاب کھائی اور انتہائی برہم و نالاں ہوا۔ دیگر شعراء، درباریوں اور عنصری نے مل کر سفارش کی اور فردوسی کو معافی دلوائی۔ شاید اللہ کو اس کوتاہی اور عتاب کے بدل اس کی شہرت اور دوام مقصود تھا۔ شیرانی پھر لکھتے ہیں:

''جب انعام کا موقع آتا ہے تو چونکہ شاہ نامہ میں ساٹھ ہزار ابیات تھے، اس لیے حسب قرار داد ساٹھ ہزار دینار زردکنی شاعر کو ملنے چاہیے تھے لیکن مصور روایت کرتا ہے (راوی) کہ سلطان کے دبیر ابولہل ہمدانی کے عرض کرنے کہ یہ کثیر رقم ایک شاعر کو مرحمت ہونا کیا ضرورت ہے اگر اس کے عوض ساٹھ ہزار درم سیم دیئے جائیں تو بھی بہت ہے۔ سلطان اس تعداد کے درم ہمارے شاعر کے پاس بطور صلہ بھجواتا ہے۔ فردوسی اس وقت حمام میں تھا، بیس ہزار درم حمامی، بیس ہزار فقاعی اور بیس ہزار انعام لانے والوں کو بخش دیتا ہے اور حمام سے نکل کر دو تین بہت بحر متقارب میں لکھ کر ایاز کے سپرد کر کے روپوش ہو جاتا ہے۔''(3)

یہ نظام قدرت ہے کہ ہر خطے اور ہر ادب میں نامور و عظیم شخصیات ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہر دور اور ہر عہد میں یہ ہستیاں آبا و اجداد اور مختلف خطہ ہائے علم و ادب کے زیر اثر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ فردوسی کا عہد (329 تا 411) ہے جبکہ (فردوسی سے قریباً ساڑھے آٹھ سو سال بعد کشمیر کے علاقہ کھڑی شریف میں پیدا ہونے والے پنجابی شاعر میاں محمد بخش کی تخلیق سیف الملوک میں شاہنامہ کا عکس دکھتا ہے)۔ سیف الملوک کے خالق میاں محمد بخش کا عہد (1904ء۔1830ء) کا ہے۔ وہ کھڑی شریف میں پیدا ہوئے اور ان کا اختتامی دور فردوسی سے کئی سو سال بعد کا ہے۔ غلام حسین اظہر لکھتے ہیں:

''میاں محمد بخش صاحب نے 1246ھ میں میر پور کے علاقے کھڑی کے ایک گاؤں چک ٹھاکرا میں جنم لیا۔''(4)

قصہ سیف الملوک میاں صاحب نے جوانی کے دور میں تحریر کیا۔ میاں محمد بخش کے والد پیرا شاہ عرف پیر دمڑی والے دربار کے سجادہ نشین تھے اور ان کی ابتدائی تعلیم والد ہی سے تھی۔ انسائیکلو پیڈیا آف انڈین لٹریچر میں درج بقول نجم حسین سید:

''جہلم دے اک پنڈ وچوں اڈا عظیم شاعر جمناا چرچ گل اے ایہ قصہ مارچ1864ء وچ رمضان دے مہینے وچ لکھیا گیا ہائی جدوں لکھاری دی عمر تیتی ورہے ہا۔''(5)

میاں محمد صاحب کو فقہ، حدیث، منطق، نظم ونثر پر عبور حاصل تھا انہوں نے قصہ سیف الملوک رقم کیا جس میں بہت سے مسلم بادشاہوں کے احوال پر مشتمل بیان موجود ہے۔ جس میں آغاز یعنی پہلا قصہ سلطان محمود سے وابستہ کیا گیا ہے۔ جبکہ شاہنامہ سلطان محمود کے عہد کا موجود ہے۔ جس بناء پر شاہنامہ فردوسی اور سیف الملوک میں بہت سی مماثلت دیکھنے کو ملتی ہیں۔ یقیناً فارسی ادب کی تعلیم کی وجہ سے سیف الملوک کو شاہنامہ کے زیر اثر سینچا گیا ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مماثلت کا عنصر نمایاں ہے جو ہر دور کے شعرائے علم و دانش کے ادبی عرفان ولسانی ذوق کے ترجمان وعکاس ہیں۔ جس کا اعتراف میاں صاحب نے خود بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

شاعر دی آزمائش آہی ایس قصے وچ بھائی
ہر رنگوں خوش سخن سناوے تاں ایس دی دانائی (6)

شاہنامہ فردوسی اور سیف الملوک کی مماثلت کا احاطہ 3 اقسام پر مبنی ہے۔

(1) مذہبی ومعاشرتی مماثلت

(2) ادبی مماثلت

(3) قصہ جاتی مماثلت

مذہبی اور معاشرتی مماثلات میں حمد، نعت، منقبت، عبرت، ملی روایات کی تقلید میدان حرب و جنگ اور وطن سے محبت شامل ہیں۔ ادبی مماثلات میں اولذکر، قصہ گوئی بہ انداز مثنوی، مناظر فطرت نگاری، عام فہم، عربی الفاظ کا استعمال، منظوم تاریخ نگاری، رزمیہ انداز، تہذیب تمدن وثقافت کی عکاسی، واقعات نگاری، منظر نگاری، جذبات نگاری، ایک ہی بحر کا استعمال، موت پر دکھ وکرب قابل ذکر ہیں۔ قصہ جاتی مماثلات میں، طلسمات، جادو، دیو اور جن، پریاں، مافوق الفطرت عناصر کا ظہور، بھوت پریت، کے واقعات، شجاعت کے مبالغہ آمیز کارنامے، انتقام، حسد، دیوانگی، جنگی مناظر، موت کے مناظر، للکار اور صوتی اثرات قابل ذکر ہیں۔ ہر دو قصہ جات'' شاہنامہ فردوسی'' اور'' سیف الملوک'' کسی طور کسی انسائیکلو پیڈیا سے کم نہیں۔ شاہنامہ کے بارے میں فارسی زبان وادب میں درج ہے۔ یہ محض بے بنیاد واقعات وحالات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایرانی تہذیب وتمدن کا ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے:

'' یوں تو بہت سے شعراء نے رزمیہ مثنویاں لکھی ہیں لیکن جو بقائے دوام اس مثنوی اور اس کے مصنف کو حاصل ہوا اس تک اور کوئی نہیں پہنچ سکا۔ اس کا سبب

ظاہر ہے فردوسی چونکہ عشق وطن میں ڈوبا ہوا تھا اس لیے جو کچھ اس کی زبان قلم پر آیا وہ کیفیت اور سوز میں ڈوب کر باہر آیا۔ اس شیفتگی اور جذبہ ملت نے اس کے شاہنامہ ایران کو رزمیہ مثنوی کی دنیا میں وہ شرف بخشا کہ کوئی دوسرا اس کا ہمسر نہ ہوسکا۔''(7)

کسی بھی داستان کا آغاز حمد یا مناجات سے کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار ہے۔ لیکن اس روایت کا اطلاق مسلمان شعرا پر ہے اور یہ روایت مسلمان شعراء کے ذریعے ہی کئی صدیوں سے نسل در نسل چل رہی ہے۔ فردوسی حمد یہ اشعار میں لکھتے ہیں:

بہ نام خداوند جان و خرد
کزین برتر اندیشہ برنگذرد (8)

صاحب ایمان، راسخ العقیدہ مسلمان ہوتے ہیں اسی بناء پر وہ وحدانیت اور عبودیت کے پیرو ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی واحدانیت کا عتراف بھی کرتے ہیں جو ان کی شاعری کا بنیادی خاصہ ہے سیف الملوک میں میاں صاحب لکھتے ہیں:

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کردے میوے بھریا
مٹھا میوہ بخش اجیہا قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اوسدا جاوے دور ہووے دلگیری (9)

خدا کا ذکر کریں اور ذکر مصطفےٰ نہ کریں ایک مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام کی تکمیل ہی توحید یعنی وحدانیت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ اقرار توحید و رسالت کے بعد شاہنامہ فردوسی اور سیف الملوک میں منقبت تحریر کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فردوسی کی منقبت انتہائی مختصر جبکہ میاں صاحب کے ہاں مفصل ہے۔''

کلمہ طیبہ کی تکمیل ہی فلسفہ وحدت الشہود ہے۔ اس لحاظ سے ہر شاعر نے اپنی شاعری میں فلسفہ وحدت الوجود کے ساتھ ساتھ وحدت الشہود کی پیروی کی ہے یہی وجہ ہے کہ مناجات اور حمد یہ اشعار کے بعد ہر دو شعراء نے نبی اخر الزمان کے حضور نعتیہ اشعار پیش کئے ہیں:

وہ ختم رسل سرورِ نامور فلک جسکے آگے جھکا تاہے سر
سر سروران ہے وہ عالیجناب سپہ نبوت کا ہے آفتاب (10)

توحید اللہ کو ایک ماننا اور اس کا اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ جہاں پروردگار عالم نے اپنے نام کے ساتھ آقائے دو جہاں

کا نام لیا'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اس کی پیروی ہر کلاسیکل اور صوفی شاعر نے کی جس میں فردوسی اور میاں محمد بخش بھی پیش پیش ہیں۔ فردوسی لکھتے ہیں:

چہ گفت آن خداوند تنزیل و وحی
خداوند امر و خداوند نہی(11)

فردوسی سے مماثل تعلیمات میاں صاحب کے ہاں اس رنگ میں ڈھلتی ہیں:

واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سرکردہ(12)

اقرار توحید و رسالت کے بعد شاہنامہ فردوسی اور سیف الملوک میں منقبت تحریر کی گئی ہے البتہ فرق یہ ہے کہ فردوسی کی منقبت مختصر جبکہ میاں صاحب کی منقبت میں بہت سی بزرگ ہستیوں کا ذکر موجود ہے۔ فردوسی لکھتے ہیں:

کہ خورشید بعد از رسولان مہ
نتابید برکس زبوبکر بہ
عمر کرد اسلام را آشکار
بیاراست گیتی چو باغ بہار
پس ازھر دوان بود عثماں گزین
خداوند شرم و خداوند دین
چہارم علی بود صفت بتول
کہ اورا بخوبی ستاید رسول(13)

یہی منقبت میاں صاحب کے ہاں اس رنگ میں ڈھلتی ہے:

پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے — حق جیہناں دے ثانی اثنین اذھما فی الغارے
یار دوجا فاروق عمر سی عدل کیتا جس جھڑکے — ایہ شیطان رجیم رلایا پنجے اندر پھڑکے
شب بیدار غنی سی تریجا جامع جو قرآنی — عثمان ذوالنورین پیارا مہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی خاصا دل دا جانی — دُلدل دا اسوار علی ہے حیدر شیر حقانی (14)

رستم اور شہزادہ سیف الملوک کی ولادت کا سماں ہر دو میں مماثلت ہے۔ دونوں کی اہمیت والدین کے لیے بے بہا ہے۔ دونوں اپنے اپنے فن کے شہزادے تھے اور اپنے جذبے اور وقار کی بناء پر صاحبِ مزاج و وقار تھے۔ مول چند اردو ترجمہ شاہنامہ میں لکھتے ہیں:

شبستان میں سام کی اک پسر — تولد ہوا گلرخ وسیم بر(15)

سیف الملوک کے بارے میاں صاحب یہی جذبات پنجابی زبان میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

شاہ وزیر دوہاں دے باغیں عجب شگوفے جمے
صفتاں وچ نہ رہو محمد اگے قصے لمےّ[16]

فارسی ادب کی مختصر تاریخ میں درج ہے:

''شاہنامہ سادگی بیان میں اپنی مثال آپ ہے۔ اتنے سو سال گزر جانے کے بعد آج بھی وہ کم وبیش ہر ایرانی کے لیے قابل فہم ہے۔''[17]

فردوسی ہوں یا میاں محمد بخش ہر دو کا لہجہ انتہائی نرم عام فہم اور دھیما ہے ان کا تخاطب گدازی کے ساتھ ساتھ مٹھاس وشرینی کا مرقع ہے۔ جس میں عام فہم الفاظ کا جا بجا استعمال کیا گیا ہے۔ ہردو کی زبان ثقیل الفاظ کی جگہ شیریں الفاظ سے مسجع ہے۔ جس بناء پر ہر طبقہ فکر اور درجہ علم سے متعلق افراد انکی بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ عام عوام کو ان کی شاعری سمجھنے میں کوئی دشواری یا دِقت پیش نہیں آتی۔ میاں صاحب لکھتے ہیں:

خبراں کھن کتاباں وچوں قصہ جوڑ سنایا
واللہ اعلم اوس زمانے کیونکر حال وہایا[18]

فردوسی نے آسان الفاظ کا استعمال کچھ اس ڈھنگ سے کیا ہے:

سپہ راز غم چشمہا تیرہ شد
مرا چشم در تیرگی خیرہ شد[19]

شاہنامہ میں فردوسی اور سیف الملوک میں میاں محمد بخش نے کردار نگاری پر بھرپور توجہ دی ہے کردار عام طور پر شاہی خاندان اور جنگجوؤں کے ہیں۔ یہ کردار قربانیاں دینے والے، پیار کرنے والے، دکھ بانٹنے والے اور بہادر دیکھائے گئے ہیں۔ میاں صاحب لکھتے ہیں:

عادل سخی سکندر جیہا جیئوں دریا وچ موجاں
زورا وری اوہدی سن کنبن دیواں دیاں فوجاں[20]

شاہنامہ میں یہی کردار نگاری سہراب کے کردار میں عیاں ہے۔ فردوسی لکھتے ہیں:

ازیں پر ہنر ترک نوخاستہ
بخفتاں برو بازو و آراستہ[21]

وسیع مقامات پر کرداروں نے کہانی کو سنبھالا دیا ہے اور یہ ہردو قصہ جات میں نمایاں ہے۔ اسی طرح دونوں تصانیف میں معاشرتی تعداد کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ ان تصانیف کے عنوانات معاشرتی رکھ رکھاؤ اور طور طریقون کے بھرپور عکاس ہیں۔ والدین کی خدمت میں حاضری کے وقت عاجزی وانکساری

اور احترام کے تقاضے ملحوظ خاطر رکھے گئے ہیں اسی طرح بزرگوں کی محفل یا کسی دربار میں حاضری کے وقت دربار کے رکھ رکھاؤ کی عکاسی ہر دو تصانیف میں عیاں ہے۔فردوسی لکھتے ہیں:

بہ نیکی نہ بدشاہ را دستگاہ   وگرنہ مرا برنشاند بے لگاہ
جو اندر تبارش بزرگی نبود   نیارست نام بزرگاں شود(22)

یہی عکس سیف الملوک میں رونما ہے۔میاں صاحب لکھتے ہیں:

سیف الملوک جواب پیو نوں دیندا نال حلیمی
سن بابل سلطان ملک دا توں ہیں عاد قدیمی(23)

فردوسی کی اقدار اور روایات کی تقلید کی پیروی کے بارے میں محمد اقبال لکھتے ہیں:

'' فردوسی اپنی قوم کی قدیم روایات کا تہہ دل سے دلدادہ تھا جو اشعار اس نے شاہان ایران اور وہاں کے قدیم سورماؤں کی شان میں لکھے ہیں ان کے ہر لفظ سے شاعر کی ارادت ومحبت ٹپکتی ہے۔''(24)

منظر نگاری کسی بھی داستان میں روح پھونک دیتی ہے۔شاہنامہ ہو یا سیف الملوک دونوں شعراء نے مناظر کی عکاسی انتہائی نفاست سے کی ہے۔مناظر جنگ ہیں یا شاہی دربار، کوہ قاف کا منظر ہے یا گلشن ہر دو شعراء نے اپنے مشاہدے کی گہرائی تخیل کی بلند پروازی، اور الفاظ کی رنگا رنگی سے ایسی منظر کشی کی ہے گویا ہر منظر پڑھنے والوں کی نظروں میں اترتا چلا جاتا ہے۔میاں صاحب کی نظر میں شہزادے کے حسن کی منظر کشی کچھ اس انداز میں کی گئی ہے:

فرزنداں دی جائی سینوں سبھی بہت پیارا
آدی دا شاہزادہ آہا ءنسل سکندر دارا
شاہ فریدوں تے جمشیدوں سبھی بال نشان
فاضل عاقل قابل، دوجا کوئی نہ اسدا ثانی(25)

فردوسی نے عربی الفاظ کا بھی استعمال کیا ہے جنکا استعمال سیف الملوک میں بھی جا بجا ہے ۔فردوسی کے بارے میں پروفیسر شیرانی لکھتے ہیں:

'' یہ ایک مسلمہ عقیدہ ہے کہ فردوسی نے عربی الفاظ سے احتراز کر کے شاہ نامہ کو خالص دری زبان میں لکھا ہے لیکن اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ شاہنامہ میں سینکڑوں عربی الفاظ موجود ہیں۔ فردوسی کے اس باب میں کوئی خاص اہتمام نہیں۔''(26)

دونوں شعراء نے مافوق الفطرت عناصر کا بے بہا استعمال کیا ہے۔جن، پریاں، جادو، سحر،

یہاں تک کہ سیف الملوک میں تو آدم زاد کی پری سے شادی بھی کروا دی گئی ہے۔ شاہنامہ کے بارے میں کہا جاتا ہے:

> ''مافوق الفطرت واقعات، شجاعوں کے مبالغہ آمیز کارناموں اور حسد و انتقام کی کی حکایات سے معمور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک ایسا نگار خانہ رہا جس میں قدیم ایرانی تمدن و ثقافت اپنی تفصیلات کے ساتھ جلوہ گر ہے۔''(27)

References:

* Chairperson Department of Punjabi, Lahore college for Women University, Lahore

1- Muhammad Riaz, Seddiq Shibli- Farsi Adab ki Mukhtasir Tareen Tareekh, (Lahore: Sang-e-Meel Publications,1987)30.

2- Sherani, Prof.- Firdousi Per Chaar Maqalay (Dehli: Anjuman Taraqqi Urdu, 1942)13.

3- As Above, 13-14.

4- Ghulam Hussain Azhar- Mian Muhammad (Lahore: Kutub Minaar, 1980)1.

5- Munir Gujar- Encyclopedia of Indian Literature (Lahore: Sanjh Publications, 2006)429.

6- Faqeer Muhammad Faqeer- (martaba) Saif Almlook Mian Muhammad Bakhash (Lahore: Nashran wa Tajaran Kutub, 2000) ص-ث

7- Abdulllah, Syed- Farsi Zuban-o-Adab/ Majmooa Maqalat (Lahore: Majlis Taraqqi Adab, 1977)40.

8- Abual Qasim Firdousi- Shahnamah, Jild-I (Iran: Tehran 1337)01.

9- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook (Lahore: Aziz Publishers, 1984)7.

10- Mool Chnd- (musanifa) Shahnamh Urdu Qissa Khusrwan Ajm, Hakeem Abbu al Qasim Firdousi (Islamabad: Anjuman Farsi, 1990)2.

11- Abual Qasim Firdousi- Shahnamah,5.

12- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,11.

13- Abual Qasim Firdousi- Shahnamah,5.

14- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,14.

15- Mool Chnd- (musanifa) Shahnamh Urdu Qissa Khusrwan Ajm, Hakeem Abbu al Qasim Firdousi,30.

16- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,50.

17- Muhammad Riaz, Seddiq Shibli- Farsi Adab ki Mukhtasir Tareen Tareekh,31.
18- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,21.
19- Abual Qasim Firdousi- Shahnamah,205.
20- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,44.
21- Zia Ahmed- (martaba) Bashmoola Al-Qasim Firdousi Shahnamah (Samanzar, Dehli: Educational Publishing House, 1987)22.
22- Sherani, Prof.- Firdousi Per Chaar Maqalay,25.
23- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,64.
24- Hissam Udin Rashdi- (martaba) Haft Maqalah (Karachi: Anjuman Taraqqi Urdu, 1967)160.
25- Muhammad Bakhash (martaba) Saif-ul-Malook,368.
26- Sherani, Prof.- Firdousi Per Chaar Maqalay,183
27- Muhammad Riaz, Seddiq Shibli- Farsi Adab ki Mukhtasir Tareen Tareekh,32.